1979

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۷۶

عزائے حسینؑ کی اہمیت

شیعیت، اسلام، مذہب اور انسانیت کے نقطۂ نظر سے

از

سرکار سید العلماء دام ظلہ

مطبوعہ
سرفراز قومی پریس۔ لکھنؤ

قیمت ۶ نئے پیسے

خرچہ ڈاک ۵ نئے پیسے

تعارف

یہ سرکار سید العلماء دام ظلہ کا وہ معرکہ آرا مضمون ہے جو اب سے بیس سال قبل سرفراز کے محرم نمبر ۱۳۵۹ھ میں شائع ہوا تھا۔ جب کہ ہمارا وطن آزادی کی جدوجہد میں مشغول تھا۔

ہم اس مضمون کو اس کی افادیت کے پیش نظر رسالہ کی صورت میں سال رواں کے حسینی لٹریچر کا جزو قرار دیکر شائع کر رہے ہیں۔
یقین ہے کہ افراد دینی اس کی اشاعت میں بھی ہر ممکن سعی فرما کر عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوں گے۔

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ
آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ
(ہندوستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزائے حسینؑ کی اہمیت

شیعیت، اسلام، مذہب اور انسانیت کے نقطۂ نظر سے
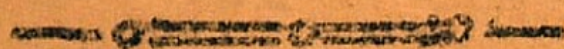
غور کیجئے اور ان خطرناک راہوں کا مطالعہ کیجئے جن سے شیعیت گذری ہے اور گذر کر اس منزل تک پہونچی ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت سید الشہداء کی عزاداری ہی ایک وہ بڑی چیز تھی جس نے فرقۂ شیعہ کو دنیا کے تباہ کن اور انتہائی خطرناک ماحول سے گذار کر نہ صرف زندہ بلکہ ترقی پذیر صورت کے اس درجہ تک پہنچا دیا میں سچ کہتا ہوں کہ ائمہ معصومینؑ کی سیاست الٰہیہ کا غیر فانی کارنامہ ہے جو غم سید الشہداء کو اتنی اہمیت دیکر شیعیت کو حیات جاوید عطا کر دی۔

آپ دیکھئے تو وہ زمانہ کہ جس وقت نشر شیعیت ممکن نہ تھا جس وقت ہم حق کی آواز بلند نہ کر سکتے تھے جس وقت خاندان اہلبیتؑ کے افراد کا نام لینا جرم اجس وقت علی ابن ابیطالبؑ سے نقل حدیث کرنا گناہ تھا۔ اس وقت کیا ممکن تھا کہ ائمہ اہلبیت کا کوئی نام لیوا بھی دنیا میں باقی رہے یا شیعیت کا خیال بھی کہیں قائم رہ سکتا تھا۔ مگر وہ صحیح نباض فطرت بشری کے تھے۔ انھوں نے وہ چیز ڈھونڈھی جو ہر ادمذہبی تعصب کے پردوں میں

بھی فطرت انسانی کو متأثر بنا سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ غم سے متاثر ہونا کسی شخصیت اور کسی شخص کی اہمیت پر موقوف نہیں ہے یعنی فرض کیجیے کہ آپ کو اس شخص سے کوئی تعلق نہیں بلکہ آپ اس شخص کو پہچانتے بھی نہیں کر سکتے ہیں لیکن اگر کچھ دردناک واقعات کا اس کے ساتھ تعلق ہے تو وہ ان ہی واقعات کی بنا پر آپ سے درد شناس ہو جائے گا۔

اس کا ثبوت میں آپ کی فطرت کے حوالے سے دے سکتا ہوں خصوصاً ہمارے آج کل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اکثر اس کے محسوس کرنے کا اتفاق ہوتا ہوگا۔ جھوٹے ناول، غلط افسانے جن کے متعلق آپ کو یقین ہو کہ لکھنے والے نے کسی حقیقی واقعہ پر اس کی بنیاد نہیں رکھی ہے اور کسی سچے انسان کا اس میں تذکرہ نہیں ہے بلکہ صرف تمثیل اور خیال ہے آپ طے کر کے اپنے مقام پر اس کتاب کو پڑھئے۔ ظاہر ہو کہ یہاں شخصیت کوئی ہے ہی نہیں جس کا اثر دل پر پڑیگا۔ مگر پھر بھی اگر کچھ ایسے مناظر پیش کر دیئے گئے ہیں جو دلدوز اور اندوہناک ہیں تو پڑھنے والا متاثر ہوتا ہے اور کبھی کبھی ایسا متاثر کہ اس کا بات کرنے کھانا کھانے اور ہنسنے کو دل نہیں چاہتا۔ یہ کیا ہے؟ دل میں انسان سمجھ رہا ہے کہ کسی شخص سے متعلق نہیں اور اس کی کوئی اصلیت نہیں مگر مصیبت وہ چیز ہے کہ اس کا غیر واقعی خیال اور غلط تصور بھی انسان کو اتنا متاثر کر سکتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی مسرتوں کو بھول جائے اور اس غم کو یاد رکھے جس کی کوئی اصلیت نہیں۔

یا کسی شاعر کا دردناک شعر جس میں کسی خاص دلدوز کیفیت کا مرقع کھینچا گیا ہو اہل درد ایسے شعر پر سر دھنتے ہیں اور سننے والے متاثر ہوتے ہیں یہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ درد و مصیبت کا تخیل بھی کسی نہ کسی حد تک درد و مصیبت کا حامل ہے۔

حسینؑ کی شخصیت میں ان تمام خیالی مصائب نے واقعیت کی شکل اختیار کر لی۔
ان مصائب کا تذکرہ کوئی ایسا انسان سنے جو حسینؑ کو نہ جانتا ہو، کوئی ایسا شخص سنے

جو حسینؑ سے بھی واقف نہ ہو یا حسینؑ کا رشتہ رسولؐ نہ جانتا ہو بلکہ واقعۂ کربلا کو آپ پیش کیجئے بالکل مبہم طور پر انکا ل دیجئے حسینؑ کا نام نہ کیجئے رسولؐ کا فرزند بس فقط واقعات کو بیان کیجئے تو ضرور سننے والوں کو ہمدردی پیدا ہوگی اور ان کے دل پر اثر پڑیگا اور اس کا لازمی نتیجہ ہوکہ یہ واقعات کس ہستی سے تعلق رکھتے ہیں؟ اسکی جستجو پیدا ہوگی اور جب یہ معلوم ہو کہ یہ اپنے زمانہ میں ایک عظیم المرتبہ انسان تھا تو وہ اس کے حقیقی درجہ اور عظمت کی تحقیق کرے گا اور حقیقت کے نقطۂ نظر سے قریب آئے گا۔

(۲)

یہ ملتِ اسلامیہ کی بدقسمتی ہے کہ مظلوم کربلا کی ہستی کو ایک فرقہ وارانہ حیثیت دیدی گئی ہے۔ یہ دیکھنا چاہیئے کہ حضرت امام حسینؑ نے یہ تمام مصائب کس لیے برداشت کئے دین اسلامی کی خاطر تو پھر کیا یہ اسلام کی حقانیت کی دلیل نہیں ہے؟

مظلومیت کی وہ کشش ہوتی ہے کہ جن اقوام و مذاہب کے یہاں اس جنس کی قحط ہے وہ کوشش کرکے اپنے یہاں مظلوم تراشتے ہیں اور اُن کی یادگاریں قائم کرتے ہیں۔ دیکھئے عیسائیوں کے یہاں مسیح کی مظلومیت کی خودساختہ حکایات اور ان کی نشر و اشاعت کی کوششیں۔ پھر کیا مسلمانوں کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنے حقیقی مظلوم کو دُنیا کے سامنے پیش کریں اور اسکی مظلومیت کی لازوال یادگاریں قائم کریں۔

(۳)

اب میں اپنے الفاظ میں زیادہ وسعت پیدا کرتا ہوں حسینؑ کی شخصیت صرف اسلام سے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ اس وقت مذہب اور لامذہبیت کی جو جنگ برپا ہے اس میں اہل مذہب کو اپنے مشترک نقطہ کی حمایت میں اس واقعہ کربلا سے بہتر کوئی گواہی نہیں مل سکتی۔

یہ کہدینا کہ مذہب ایک "خیال" ہے یہ کہدینا کہ مذہب کوئی ٹھوس حقیقت نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ مذہب موہوم روایات کا نام ہے۔ یہ سب کہنا غلط ثابت ہوتا ہے کربلا کے جنگل میں۔ بھلا خیال میں یہ طاقت کہاں کہ وہ حیات کا مقابلہ کرسکے کچھ تو ہے ان دیکھے خدا کے ماننے والوں کے دل میں حقیقت کا جوہر، تیس ہزار کا لشکر ایک طرف اور وہ ایک خدا کا بندہ انتہائی مختصر جماعت کے ساتھ ایک طرف بلکہ ایک وہ وقت بھی آتا ہے جب کہ مظلوم بالکل ہی یکہ و تنہا کھڑا ہوا ہے مگر اس تیس ہزار کے لشکر کی ہیبت اس کو متاثر نہیں بناتی۔ کیا مذہب کی اس طاقت کا مظاہرہ واقعہ کربلا سے بہتر کبھی ہوا ہے۔

(۴)

اس مظاہرے کے لئے انتظامات بھی سید الشہداء نے بے نظیر کئے تھے۔ دنیا کے قائدین کوشش کرتے ہیں کہ جوش انگیز تقریروں سے پُر اثر الفاظ سے ان لوگوں میں کہ جن میں ہمدردی نہیں ہے اپنے ساتھ ہمدردی پیدا کریں اور اپنے معاونین کی تعداد بڑھائیں، مگر حسینؑ کا طرز عمل بالکل اس سے مختلف تھا وہ کوشش کرکے اپنے ساتھ والوں کو بھی الگ کررہے تھے، کربلا کے راستے میں کوشش کی، شب عاشور کوشش کی کہ جو لوگ جانا چاہیں وہ چلے جائیں، یہ کیا بات تھی؟ صرف یہ کہ قیامت تک کیلئے وہ حق و باطل کا ایک نقشہ پیش کررہے تھے! انھیں یہ منظور نہ تھا کہ حق کے دامن پر کوئی دھبّہ رہ جائے اگر کسی ایک فرد میں بھی کمزوری رہ جاتی تو حق خالص حق نہ رہتا۔ اس لئے حسینؑ نے کربلا کے خونیں مرقع کو بالکل خالص نکھرا ہوا صاف رکھنے کی کامیاب کوشش کی۔ اس طرح کہ مجمع کو چھانٹ دیا صرف چنے ہوئے منتخب لوگوں کو اپنے ساتھ رکھا، پھر قوت انتخاب اور مردم شناسی دیکھئے۔ مدینہ میں بنی ہاشم کا دائرہ کتنا وسیع تھا مگر مجھے نہیں معلوم کہ اولاد ابو طالبؑ کے سوا کسی کو اپنے ساتھ لیا ہو معلوم ہوتا ہے کہ بنی ہاشم میں بھی سب پر اعتماد نہیں تھا اور بہت سے اپنوں کو بھی جدا کردیا تھا

مگر جو جدا تھے انھیں خط لکھ کر کربلا بلایا گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر انسان کی فطرت شناسی کیا ہو سکتی ہے۔

اب کوئی دیکھے کہ جن لوگوں کو امام کی نقاد فطرت نگاہ نے منتخب کیا تھا ان میں سے کسی میں نگاہ کی چوک تو ثابت نہیں ہوتی؟ تاریخی اوراق میں ان کے حالات سامنے ہیں، اتنی ہم آہنگ جماعت، ایک رنگ جماعت، ایک دل اور ہمدست جماعت، دنیا کے پردہ پر دکھلائی ہی نہیں دی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مخالفت درکنار ان لوگوں میں کسی ایک موقع پر اختلاف رائے تک نظر نہیں آتا۔ کچھ نہ سہی یہی ہوتا کہ کسی وقت امام کہتے ابھی جنگ شروع نہ ہو، اور اصحاب مصر ہوتے کہ نہیں اب حملہ کر دیجئے۔ آپ رسُولؐ کی لڑائیوں میں دیکھ لیجئے۔ ان مواقع کا ذکر نہیں جہاں لوگ ساتھ چھوڑ کر چلے ہی گئے، نہیں ایسے مواقع بھی ہیں کہ رسُولؐ کی رائے ہے کہ جنگ مدینہ میں رہ کر کی جائے مگر لوگ کہتے ہیں نہیں مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کیجئے؟ یہ تو عموماً فطرت کا تقاضا ہے کہ دس آدمی بھی ایک جگہ جمع ہوں تو کسی کی رائے کچھ ہوگی کسی کی کچھ۔ مگر کربلا کی تاریخ میں جھلک تو یہی نظر آتا ہے کہ حسینؑ دل کی حیثیت رکھتے ہیں اور تمام اصحاب و انصار، اعزا و اقارب اعضاء و جوارح بنے ہوئے ہیں وہاں اختلاف رائے کا نشان تک نظر نہیں آتا۔ بلکہ منشائے امام کے سامنے کسی کی رائے کچھ محسوس ہی نہیں ہوتی۔ انھوں نے بتلا دیا کہ ایک قائد، رہنما اور سردار کی متابعت کے کیا معنی ہیں اور ایک امامؑ کی پیروی کس طرح ہوتی ہے۔

(۵)

عالم انسانیت کے لئے کربلا کے واقعہ میں سبق ہیں۔

متحدہ انسانیت کے پرخچے اڑتے ہیں خود غرضی، جانبداری اختلاف اور

باہمی کش مکش سے اگر بلاد اے حسینؑ اور ان کے ساتھیوں میں حالت یہ نظر آتی ہے کہ ایک دوسرے سے پہلے جان دینے میں سبقت کر رہا تھا ہر ایک اپنے سب سے زیادہ قریب عزیز کو دوسرے سے پہلے میدان شہادت میں بھیجنے پر تیار تھا حسینؑ کی آواز، حسینؑ کا نظریہ سب کا نظریہ تھا، وہاں اختلاف کا نام ونشان نہ تھا اور سب ایک مقصد کی طرف، ایک علم کے نیچے، ایک ولولہ، ایک عزم ایک صدا اور ایک آہنگ کے ساتھ جا رہے تھے۔

دنیائے انسانیت سے کہو کہ زندگی کی شاہراہ پر حسینیت کے سایہ میں آگے بڑھے تو بنی نوع انسان کی باہمی کشمکش ختم ہو جائے اور دنیا ایک نقطہ پر مجتمع نظر آئے۔

ہندوستان سے کہو کہ آزادی کی جنگ میں کربلا والوں کے نقش قدم سے روشنی حاصل کرے تو پارٹی بندی، خانہ جنگی کا خاتمہ ہو جائے اور ملک متحدہ طور پر منزل آزادی سے دوچار ہو جائے۔

مسلمانوں سے کہو کہ جہد للبقاء کے لئے حسینؑ کے دامن سے تمسک کریں تو اقوام عالم میں انکی ہستی پائدار رہے گی اور انکی کشتی نجات کے ساحل پر پہنچ جائیگی۔

شیعوں سے کہو کہ تم سچے معنی میں حسینی بنو حسینؑ کی عزاداری رسم کے طور پر انجام دینے کیساتھ حسینؑ اور انصار حسینؑ کے حالات سے سبق حاصل کرو تو تمھارا موجودہ انتشار و افتراق دُور ہو جائے اور تم کسی ایک سچے رہنما کی سرپرستی میں اپنے قومی حقوق حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرو۔

والسلام

پبلشر: مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ یوپی